قرآنیات

البیان
جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النحل

(۸)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ وَ لٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَیۡہِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾

(ایمان والو، تم میں سے) جو اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کریں گے، اُنھیں اگر مجبور کیا گیا ہو اور اُن کا دل ایمان پر مطمئن ہو، (تب تو کچھ مواخذہ نہیں) مگر جو کفر کے لیے سینہ کھول دیں گے، اُن پر اللہ کا غضب ہے اور اُنھیں بڑی سزا ہو گی۔ یہ اِس لیے کہ اُنھوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دی اور اِس لیے کہ اِس طرح کے منکر لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔[۸۶]

۸۶؎ یعنی اُن کو ہدایت نہیں دیا کرتا جو ایمان و اسلام کی صداقت کو سمجھتے ہیں، مگر مشکلات سے گھبرا کر کفر ہی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں۔ اللہ اپنی ہدایت کی راہ اُنھی لوگوں کے لیے کھولتا ہے جو اِس طرح کے حالات میں اگر کبھی بے بس بھی ہو جائیں تو اِس سے آگے نہیں بڑھتے کہ زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکال دیں جو وقتی طور پر اُنھیں کسی مصیبت سے بچا لے۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَ سَمۡعِہِمۡ وَ اَبۡصَارِہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰہَدُوۡا وَ صَبَرُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِہَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱۰﴾ یَوۡمَ تَاۡتِیۡ کُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّفۡسِہَا وَ تُوَفّٰی کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے[87] اور یہی ہیں جو (آخرت سے) غافل ہیں۔ لازم ہے[88] کہ آخرت میں یہی خسارے میں ہوں گے۔ ۱۰۶-۱۰۹

پھر (اِس کے برخلاف) جنھوں نے ہجرت کی، اِس کے بعد کہ وہ آزمایشوں میں ڈالے گئے، پھر (اللہ کی راہ میں) جدوجہد کی اور ثابت قدمی دکھائی،[89] تیرا پروردگار، اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرا پروردگار (اُن کی) اِن سب باتوں کے بعد بڑا ہی بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔[90] اُس دن، جب ہر شخص اپنی مدافعت میں بولتا ہوا آئے گا اور ہر شخص کو پورا پورا وہی بدلہ ملے گا جو اُس نے کیا ہوگا اور لوگوں کے ساتھ کوئی ظلم نہ ہوگا۔ ۱۱۰-۱۱۱

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۸۷؎ یعنی اُن کے اِس جرم کی پاداش میں مہر لگا دی ہے کہ اُنھوں نے اِس کے باوجود انکار کر دیا کہ اسلام کی صحت و صداقت اُن پر واضح تھی۔ یہ ہدایت و ضلالت کے باب میں اُس سنت الٰہی کا اطلاق ہے جس کی وضاحت ہم سورۂ بقرہ (۲) کی آیت ۷ کے تحت کر چکے ہیں۔

۸۸؎ اصل میں 'لَا جَرَمَ' کا لفظ آیا ہے۔ یہ 'لابد' اور 'لامحالۃ' کے معنی میں کسی بات کی تاکید کے لیے آتا ہے، لیکن موقع کا تقاضا ہو تو اِس کے اندر قسم کا زور بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

۸۹؎ یہ مہاجرین حبشہ کی طرف اشارہ ہے اور اللہ کی راہ میں جدوجہد سے اُن کی وہ جاں بازیاں مراد ہیں جو اُنھوں نے دین پر استقامت کے معاملے میں دکھائیں۔

۹۰؎ یعنی اُن سے اگر کوئی لغزش یا فروگذاشت ہوئی بھی ہے تو اِن اعمال کے صلے میں اللہ اُسے معاف کر دے گا اور اُنھیں اپنی رحمت سے نوازے گا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ
فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾
فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ

(قریش کے لوگو)، اللہ (تمھارے لیے) اُس بستی کی مثال پیش کرتا ہے[91] جو امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ اُس کا رزق اُس کو ہر طرف سے فراغت کے ساتھ پہنچ رہا تھا۔ پھر اُس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تب اللہ نے اُس کے باشندوں کے کرتوتوں کی پاداش میں اُس کو بھوک کا مزہ چکھایا اور خوف کا لباس پہنا دیا۔[92] اُن کے پاس اُنھی میں سے ایک رسول آیا تھا تو اُنھوں نے اُسے جھٹلا دیا۔ پھر اُنھیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ اپنی جانوں پر خود ظلم ڈھانے والے تھے۔[93] ۱۱۲-۱۱۳

سو (اُن کے اِس انجام سے سبق لو اور) اللہ نے جو حلال اور پاکیزہ چیزیں تمھیں دے رکھی ہیں، اُنھیں کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو،[94] اگر تم اُسی کی پرستش کرتے ہو۔[95] اُس نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ٹھیرایا ہے۔[96] اِس پر بھی جو مجبور ہو جائے، اِس

۹۱؎ یہ ہر اُس بستی کی مثال ہے جس کی طرف کسی رسول کی بعثت ہوئی۔ قریش کے لیے اِس کا سب سے نمایاں مصداق وہ بستیاں تھیں جن کی تباہی کی داستانیں اُن کے ہاں ضرب المثل بن چکی تھیں۔

۹۲؎ اصل الفاظ ہیں: 'فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ'۔ اِس میں عربیت کے اسلوب پر جملے کے کچھ حصے حذف ہو گئے ہیں، اُنھیں کھول دیجیے تو پوری بات اِس طرح ہو گی: 'فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ طُعْمَ الْجُوْعِ وَأَلْبَسَهَا لِبَاسَ الْخَوْفِ'۔ ہم نے ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

۹۳؎ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ اُن کے ساتھ یہ جو کچھ ہوا، خود اُنھی کا ظلم تھا جو اُنھوں نے اپنے اوپر کیا تھا۔

۹۴؎ یعنی کسی حلال اور پاکیزہ چیز کو اپنے مشرکانہ اوہام کے تحت حرام نہ ٹھیراؤ۔ یہ کفران نعمت ہے اور اہل سبا اِسی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ
الۡکَذِبَ ہٰذَا حَلٰلٌ وَّہٰذَا حَرَامٌ لِّتَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی
اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ وَّلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۱۷﴾

طرح کہ نہ چاہنے والا ہو، نہ حد سے بڑھنے والا[۹۷] تو اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ تم اپنی زبانوں کے گھڑے ہوئے جھوٹ کی بنا پر یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اِس طرح اللہ پر جھوٹ باندھنے لگو۔ (یاد رکھو) جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں گے، وہ ہرگز فلاح نہ پائیں گے۔ یہ چند روزہ عیش ہے اور (اِس کے بعد) ایک دردناک عذاب اُن کا منتظر ہے۔ ۱۱۴-۱۱۷

کے مرتکب ہو کر اُس انجام کو پہنچے تھے جس کا ذکر پیچھے ہوا ہے۔

۹۵ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ تمام مشرکانہ خرافات میں مبتلا ہونے کے باوجود قریش مکہ کا دعویٰ یہی تھا کہ وہ خدا ہی کی پرستش کرتے ہیں اور بتوں کو صرف اِس لیے پوجتے ہیں کہ وہ اُنھیں خدا کے قریب کر دیں گے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...اُن کا زعم یہ تھا کہ یہ خدا کے مقرب اور چہیتے ہیں۔ اگر یہ راضی رہیں تو خدا سے سفارش کر کے اپنے پرستاروں کو جو چاہیں، دلوا سکتے ہیں۔ اِسی زعم کے تحت وہ اُن کو نذرانے اور چڑھاوے پیش کرتے اور اُن کے نام پر جانور چھوڑتے جن کو تقدس کا یہ درجہ حاصل ہو جاتا کہ نہ اُن کا دودھ اور گوشت کھانا جائز ہوتا اور نہ اُن پر سواری کی جا سکتی۔ قرآن نے اُن کے اِسی مغالطے کو یہاں رفع کیا ہے کہ اگر خدا ہی کی پرستش کا دعویٰ ہے تو اُس کی نعمتوں پر اُسی کا شکر ادا کرو۔ اُس کی بخشی ہوئی نعمتوں کو نہ دوسروں کی طرف منسوب کرو، نہ اُن کے لیے اُن کی قربانی پیش کرو، نہ اُن کے نام پر اُن کو حرام و حلال ٹھیراؤ۔“ (تدبر قرآن ۴/۴۵۹)

۹۶ یعنی اُن چیزوں میں سے جنھیں کھانے والے من جملہ طیبات سمجھ کر کھا سکتے تھے، یہی چار چیزیں حرام ٹھیرائی ہیں۔ خون کو اِس لیے کہ درندگی کی طرف مائل کرتا ہے، مردار کو اِس لیے کہ طبعی موت مرنے سے خون رگوں ہی میں رہ جاتا ہے، سؤر کو اِس لیے کہ اگرچہ انعام کی قسم کے بہائم میں سے ہے، مگر درندوں کی طرح گوشت بھی کھاتا ہے اور ذبیحہ لغیر اللہ کو اِس لیے کہ یہ صریح شرک ہے جس کا ارتکاب وہی کر سکتے ہیں جو خدا سے سرکش ہو گئے ہوں۔ رہے خبائث تو اُن کے لیے کسی تعیین و تصریح کی ضرورت نہیں ہے، اِس لیے کہ وہ ممنوعات فطرت ہیں اور انسان ہمیشہ سے جانتا ہے کہ اُن سے اُس کو اجتناب کرنا ہے۔

۹۷ اصل الفاظ ہیں: 'غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ'۔ اِن میں 'بَاغٍ' 'بغی یبغی' سے اسم فاعل ہے۔ اِس پر 'عَادٍ'

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾
ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٩﴾
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ

اور جو یہودی ہیں، اُن پر بھی ہم نے وہی چیزیں حرام کی تھیں جو (اوپر) اِس سے پہلے ہم تمھیں بتا چکے ہیں۔ (اِس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ) ہم نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا، بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے ہیں[۹۸]۔ ۱۱۸

پھر اُن کے لیے جو جذبات سے مغلوب ہو کر برائی کر بیٹھیں[۹۹]، پھر اُس کے بعد توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اِس کے بعد، (اے پیغمبر)، تیرا پروردگار، اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے[۱۰۰]۔ ۱۱۹

(اپنے اوہام کو یہ ابراہیم کی طرف منسوب نہ کریں)، حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم (اپنی جگہ) ایک الگ امت تھا[۱۰۱]، اللہ کا فرماں بردار اور یک سو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ وہ اُس کی نعمتوں کا شکر ادا

کے عطف سے واضح ہے کہ اِس کے معنی یہاں چاہنے اور طلب کرنے ہی کے ہیں۔ یہ اُس حالت اضطرار کے لیے رخصت ہے جو کھانے کی کوئی چیز میسر نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

۹۸؎ اشارہ ہے اُن چیزوں کی طرف جو یہود کو اُن کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے اُن پر حرام کی گئیں، اِس لیے کہ اُنھوں نے خدا اور اُس کے احکام سے بے پروا ہو کر یہ چیزیں اپنے جی سے اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔ چنانچہ خدا نے بھی اُن کے اوپر اِنھیں حرام ٹھیرا دیا۔

۹۹؎ اصل میں لفظ 'جَهَالَة' استعمال ہوا ہے۔ اِس کے معنی اگرچہ نہ جاننے کے بھی آتے ہیں، لیکن اِس کا غالب استعمال جذبات سے مغلوب ہو کر کوئی شرارت یا کسی گناہ کا ارتکاب کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ چنانچہ عربی زبان میں یہ لفظ عام طور پر علم کے بجائے حلم کے ضد کے طور پر آتا ہے۔ یہاں بھی قرینہ دلیل ہے کہ یہ اِسی معنی میں آیا ہے۔

۱۰۰؎ اوپر کی تنبیہات کے بعد توبہ و اصلاح کی یہ دعوت جس اسلوب میں دی گئی ہے، اُس کی بلاغت کو ہر صاحب

اِجۡتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَیۡنٰهُ فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ
لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا وَمَا كَانَ مِنَ
الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾

کرنے والا تھا۔[۱۰۲] اللہ نے اُس کو برگزیدہ کیا اور اُس کی رہنمائی ایک سیدھی راہ کی طرف فرمائی تھی۔ہم نے اُس کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کی[۱۰۳] اور آخرت میں بھی وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔ پھر (یہی وجہ ہے کہ) ہم نے تمھاری طرف وحی کی کہ اِسی ابراہیم کے طریقے کی پیروی کرو،[۱۰۴] جو بالکل یک سو تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔۱۲۰-۱۲۳

ذوق محسوس کرسکتا ہے۔

۱۰۱؎ مطلب یہ ہے کہ نہ وہ یہودی تھا نہ نصرانی، بلکہ اِن سے الگ اپنی ایک خاص حیثیت رکھتا تھا اور محض ایک فرد نہیں، بلکہ ایک ایسی شخصیت تھا جس سے خدا کے دین کی عالمی شہادت کے لیے ایک عظیم امت وجود میں آئی۔

۱۰۲؎ چنانچہ یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ کفرانِ نعمت کا مرتکب ہو اور خدا کے پیدا کیے ہوئے جانوروں کو اصنام و انصاب کی طرف منسوب کرکے اُن کی تحلیل و تحریم کے فیصلے کرے، جس طرح کہ تم کر رہے ہو۔

۱۰۳؎ یہ اُس مال و جاہ اور شوکت و حشمت کی طرف اشارہ ہے جو اُنھیں بابل سے ہجرت کے بعد اِسی دنیا میں حاصل ہوئی اور اُن کی اولاد کے لیے ممکن ہو گیا کہ وہ بتدریج اُس علاقے کی مالک بن جائے جس میں اُنھوں نے اُسے آباد کیا تھا۔

۱۰۴؎ یعنی دین کو ٹھیک اُس طریقے پر قائم کردو، جہاں ابراہیم علیہ السلام نے اُسے چھوڑا تھا۔ چنانچہ تمھارے عقائد و اعمال میں نہ شرک کا کوئی شائبہ ہونا چاہیے اور نہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کی بدعتوں کا۔ تم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے تمام دینی اعمال اور رسوم و آداب کو ہر آمیزش سے پاک کرکے بالکل اُسی صورت میں جاری کرو، جس طرح وہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں انجام دیے جاتے تھے۔ حلال و حرام کے معاملے میں بھی ہر چیز ٹھیک اپنی اصل پر آ جانی چاہیے اور ہر شخص پر واضح ہو جانا چاہیے کہ ملت ابراہیم کے پیرو درحقیقت تمھی ہو، تمھارے مخالفین کا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی ملت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ دین کا جو حصہ اِس وقت سنت کہلاتا ہے، وہ اِسی حکم کے تحت جاری کیا گیا ہے، لہٰذا اُسی طرح

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ

(سبت کی حرمت کا بھی ابراہیم سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔ یہ سبت تو درحقیقت اُنھی لوگوں پر عائد کیا گیا تھا[۱۰۵] جنھوں نے (اپنی موشگافیوں سے) اِس میں اختلافات پیدا کر لیے۔ تیرا پروردگار یقیناً قیامت کے دن اُن کے درمیان اُن سب چیزوں کے بارے میں فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔۱۲۴

تم، (اے پیغمبر)، اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دیتے رہو حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت

واجب الاطاعت ہے، جس طرح قرآن کی دوسری ہدایات واجب الاطاعت ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اِس کی تجدید واصلاح اور اِس میں بعض اضافوں کے ساتھ اِس کے جو احکام مسلمانوں کے اجماع اور تواتر سے منتقل ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ نماز۔ ۲۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر۔ ۳۔ روزہ و اعتکاف۔ ۴۔ حج و عمرہ۔ ۵۔ قربانی اور ایام تشریق کی تکبیریں۔ ۶۔ نکاح و طلاق اور اُن کے متعلقات۔ ۷۔ حیض و نفاس میں زن و شو کے تعلق سے اجتناب۔ ۸۔ سؤر، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کی حرمت۔ ۹۔ اللہ کا نام لے کر جانوروں کا تذکیہ۔ ۱۰۔ اللہ کا نام لے کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔ ۱۱۔ ملاقات کے موقع پر 'السلام علیکم' اور اُس کا جواب۔ ۱۲۔ چھینک آنے پر 'الحمد للّٰہ' اور اُس کے جواب میں 'یرحمک اللّٰہ'۔ ۱۳۔ مونچھیں پست رکھنا۔ ۱۴۔ زیر ناف کے بال کاٹنا۔ ۱۵۔ بغل کے بال صاف کرنا۔ ۱۶۔ بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا۔ ۱۷۔ لڑکوں کا ختنہ کرنا۔ ۱۸۔ ناک، منہ اور دانتوں کی صفائی۔ ۱۹۔ استنجا۔ ۲۰۔ حیض و نفاس کے بعد غسل۔ ۲۱۔ غسل جنابت۔ ۲۲۔ میت کا غسل۔ ۲۳۔ تجہیز و تکفین۔ ۲۴۔ تدفین۔ ۲۵۔ عید الفطر۔ ۲۶۔ عید الاضحیٰ۔

۱۰۵؎ یعنی یہود پر جنھوں نے اپنے اختلافات سے اِس دن کی حرمت برباد کی اور اللہ تعالیٰ نے اِس کے نتیجے میں سبت کے احکام اُن کے لیے سخت سے سخت تر کر دیے۔ اِس کی تفصیلات، اگر کوئی شخص چاہے تو بائیبل میں خروج، گنتی، یرمیاہ اور حزقی ایل کی کتابوں میں دیکھ سکتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

هِيَ اَحۡسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾
وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾
وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾

کے ساتھ، اور اِن کے ساتھ اُس طریقے سے بحث کرو جو پسندیدہ ہے۔ یقیناً تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اُس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ اُن کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پانے والے ہیں۔ اگر تم لوگ (کسی وقت) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمھارے ساتھ کیا گیا ہے، لیکن اگر صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہ بہت ہی بہتر ہے۔[۱۰۶] (اے پیغمبر)، صبر کرو[۱۰۷] — اور تمھیں یہ صبر خدا کے تعلق ہی سے حاصل ہو سکتا ہے[۱۰۸] — تم اِن پر غم نہ کرو اور جو چالیں یہ چل رہے ہیں، اُن سے دل تنگ نہ ہو۔

۱۰۶؎ دعوت دین کے لیے یہی چیزیں لائحۂ عمل کی اساس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جو حکم اِن آیتوں میں بیان ہوا ہے، وہ درج ذیل نکات پر مبنی ہے:

ایک یہ کہ دعوت ہمیشہ حکمت و موعظت اور مجادلۂ احسن کے اسلوب میں پیش کرنی چاہیے۔ حکمت سے مراد اِن آیات میں دلائل و براہین ہیں اور موعظت حسنہ سے دردمندانہ تذکیر و نصیحت۔ مدعا یہ ہے کہ داعی جو بات کہے، وہ دلیل و برہان اور علم و عقل کی روشنی میں کہے اور اُس کا انداز چڑھ دوڑنے اور دھونس جمانے کا نہیں، بلکہ خیر خواہی اور شفقت و محبت کے ساتھ توجہ دلانے کا ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ بحث و مباحثہ کی نوبت بھی اگر آ جائے تو اُس کے لیے پسندیدہ طریقے اختیار کیے جائیں اور اِس کے جواب میں حریف اشتعال انگیزی پر اتر آئے تو اُس کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجاے داعی حق ہمیشہ مہذب اور شایستہ ہی رہے۔

دوسرے یہ کہ داعی کی ذمہ داری صرف دعوت تک محدود ہے، یعنی بات پہنچا دی جائے، حق کو ہر پہلو سے واضح کر دیا جائے اور ترغیب و تلقین میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔ اُس نے اگر اپنا یہ فرض صحیح طریقے سے ادا کر دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہوا۔ لوگوں کی ہدایت و ضلالت کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ وہ اُن کو بھی جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اُن کو بھی جو ہدایت پانے والے ہیں۔ لہٰذا ہر ایک کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جس کا وہ مستحق ہو گا۔ داعی کو نہ داروغہ بننا چاہیے، نہ اپنے مخاطبین کے لیے جنت اور جہنم کے فیصلے صادر کرنے چاہییں۔ یہ سب معاملات اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ داعی حق کی ذمہ داری صرف ابلاغ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

بے شک، اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو خوبی سے عمل کرنے والے ہیں۔[۱۰۹] ۱۲۵-۱۲۸

ہے۔ اُسے چاہیے کہ اپنی اِس ذمہ داری سے وہ ہرگز کوئی تجاوز نہ کرے۔

تیسرے یہ کہ دعوت کے مخاطبین اگر ظلم و زیادتی اور ایذا رسانی پر اتر آئیں تو داعی کو اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے اتنا بدلہ لینے کا حق ہے جتنی تکلیف اُسے پہنچائی گئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند یہی ہے کہ صبر سے کام لیا جائے۔ اِس صبر کے معنی یہ ہیں کہ حق کے داعی ہر اذیت برداشت کر لیں، لیکن نہ انتقام کے لیے کوئی اقدام کریں، نہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا کر اپنے موقف میں کوئی ترمیم و تغیر کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اِس موقع پر صبر کرنے والوں کے لیے بڑی نعمت کا وعدہ ہے۔ اس کا نتیجہ دنیا میں بھی اُن کے لیے بہترین صورت میں ظاہر ہوگا اور قیامت میں بھی خدا نے چاہا تو وہ اِس کے بہترین نتائج دیکھیں گے۔

۱۰۷؎ یہ خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، لیکن سیاق سے واضح ہے کہ آپ کے واسطے سے یہ تمام مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے۔

۱۰۸؎ یہ صبر کی ہدایت کے ساتھ صبر حاصل کرنے کی تدبیر بھی بتا دی ہے کہ اِس کے لیے اپنا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ بڑھانا چاہیے۔ قرآن کے دوسرے مقامات میں تصریح ہے کہ اس کا ذریعہ خدا کا ذکر ہے اور ذکر کا سب سے اعلیٰ طریقہ نماز ہے۔ قرآن میں نماز تہجد کے اہتمام کی تاکید اسی مقصد سے فرمائی گئی ہے۔

۱۰۹؎ یعنی ہر کام اِس طرح کرتے ہیں کہ اُس کے دوران میں اپنے آپ کو خدا کے حضور میں سمجھتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org